ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

انتھونی گیبریئل فیلکس ❁
ڈاکٹر ذکیہ رانی ❁❁

فادر عمانوئیل عاصیؔ، پاکستانی کیتھولک کلرجی اردو کا پہلا سفرنامہ نگار: ''نقشِ قدم'' کا تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ

Father Emmanuel Asi, First Urdu Travelogue Writer of Pakistani Catholic Clergy: A Research and Analytical Study of *Naqsh-e-Qadam*

By *Anthony Gabriel Felix, Research Scholar, Dept. of Urdu, University of Karachi.*
Dr. Zakia Rani, Asst. Prof., Dept. of Urdu, University of Karachi.

ABSTRACT

The beginning and evolution of the travelogue genre in Urdu took place in the nineteenth century. Till now this series continues. Travelogue can be considered a popular genre among Urdu non-fiction genres due to its rarity and uniqueness. In this paper, we have done a research and analytical review of the first Pakistani Catholic Clergyman Fr Immanuel Asi's travelogue *Naqsh-e-Qadam* in Urdu. By the way, many Christian writers have written travelogues such as *Good bye Langkawi* by Yunus Wariam, *Al-Quds* by Yusuf Masih Yad and *Journey to the Holy Land* by Pastor Farooq Jan, etc. In terms of literary services, Father Asi appears to be the first travel writer to be associated with the Pakistani Catholic clergy. *Naqsh-e-Qadam* is written sitting at the crossroads of history and faith. Sometimes this journey seems to be a journey from outside to inside or from inside to outside. In terms of style, it can be said to be simple, common sense, research, scholarly and literary excellent and also a good addition to the capital of Urdu literature.

❁ ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی
❁❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

Keywords: Bazentin, Holy Bible, Baptisma, Patliputar, Toreh, Chandar Gupt Moria, Decon, Monk, Rahib, Priest, Church, Catholic, Seminary, Holy Land, Prohibted Area, Jerusalam, Jesus Christ, Old Testement, Cathedral.

سفر نامہ دو الفاظ سفر بمعنی کوچ کرنا یا اپنے مقام سے کسی اور جگہ جانا، اور نامہ بمعنی خط، روداد اور تحریر سے مرکب ہے۔ پس سفر نامہ وہ تحریر ہے جو کسی سفر کے مشاہدات وتجربات اور اس مقام کی (جہاں کا سفر کیا گیا ہے) تفصیل بتائے۔ سفر سیاحت دنیا کے لیے ہو یا مقامات مقدسہ اور تاریخی مقامات کی باز یافت کے لیے، مسافر دوران سفر مختلف واقعات، حالت، کیفیات اور مشاہدات سے گزرتا ہے اور جب مذکورہ کوائف کو ترتیب وار صفحہ قرطاس پر رقم کر کے قارئین کو سامنے لاتا ہے تو سفر نامہ پڑھنے والوں کو سفر کی روداد سمیت اس مقام کی جہاں کا سفر نامہ لکھا گیا ہو معلومات فراہم کرتا ہے۔[(۱)]

سفر کی اہمیت وافادیت

آرام دہ زندگی گزارنے کے لیے انسان کو روٹی اور کپڑے کے ساتھ مکان بھی درکار ہے تا کہ اس کی مستقل قیام گاہ ہو۔ زندگی کی دوسری ضروریات کے لیے اسے وقتاً فوقتاً اپنی قیام گاہ کو چھوڑنا اور دوسرے مقامات کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

سفر کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ توریت شریف میں سفر تکوین باب ۱: ۲۸ میں درج ہے:

"ویومیر لاہےم الوہیم پرو اور وو اول او ایتھ ہا اریض وخوشہا اور دُھو۔"

"اور کہا انھیں خدا۔ نے پھلوتم اور بڑھوتم اور بھر دوتم یہ زمین اور محکوم کرو اسے اور حکومت کروتم۔"[(۲)]

ظاہر ہے کہ پھلنے، بڑھنے اور محکوم ومعمور کرنے کے لیے سفر تو کرنا پڑے گا۔

مشہور مقولہ ہے کہ:

''سفر وسیلۂ ظفر''

انبیائے کرام نے بھی سفر کیے، ان کے اصحابہ وحوارین، تابعین، مبلغین وصوفیا نے بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کیا۔ مذہبی کتب میں ان کا ذکر بھی ملتا ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یعقوبؑ اور بنی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اسرائیل کے اسفار وغیرہ جب کہ کچھ نظریات سفر کو ''سقر'' بھی شمار کرتے ہیں۔

دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح اردو میں بھی سفر نامہ لکھنے کا رجحان پایا جاتا ہے، اس سے معلومات کی فراہمی کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ جاری و ساری ہے، یہ رجحان تاریخی رجحان کی ایک کڑی ہے جو پرانے زمانہ سے چلی آ رہی ہے۔انسانی نفسیات ہے کہ دوسروں کی کہانی اور واقعات سننے میں بڑا مزہ آتا ہے۔ اس لیے جب سیاحوں کے واپس آنے پر یار لوگ نہ صرف ان کے حالاتِ سفر کو دلچسپی سے سنتے ہیں بلکہ اس کو کتابی صورت دینے کا اصرار کرنے لگتے ہیں، حالاں کہ بیشتر سیاحوں کا مقصدِ سفر، سفر نامہ لکھنا نہیں ہوتا۔کبھی کبھی سیاح دورانِ سفر پیش آنے والے واقعات و حالات کو اپنی یادداشت کے لیے جمع کرتے ہیں لیکن بعد میں احباب کی فرمائش پر اسے شائع بھی کر دیتے ہیں۔

سیاح دورانِ سفر خطوط کے ذریعہ اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات، اپنے عزیز و اقارب کو لکھ بھیجتے جیسے کہ ''مسافران لندن''، سر سید نے خطوط کے ذریعے لکھا اور بعد ازاں کتابی صورت میں سامنے آیا۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے:

''سفر وسیلۂ ظفر''

سفر ہی کے ذریعہ نئی نئی معلومات انسان کو حاصل ہوتی ہیں، سفر میں نئے ممالک، نئے جغرافیہ، نامانوس ماحول کے ذریعہ انسان کی فکری صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے، سفر معاش اور تجارت کو فروغ دینے کا بھی بہترین ذریعہ ہے، سفر انسان کو وسیع النظر، وسیع القلب اور جسمانی طور پر متحرک اور بیدار رکھتا ہے، سفر تجربے کی وسعت کا بہترین ذریعہ ہے کہ آدمی سفر کے ذریعہ بہت سے اہم تجربات حاصل کرتا ہے، اس کے ذریعہ علماء، دانشوروں اور فن کاروں وغیرہ سے ملاقات اور کسب فیض کر سکتا ہے، اس لحاظ سے سفر ہر طرح سے مفید ہے۔

تحقیقی طور پر اس بات کا کچھ ثبوت نہیں کہ پہلا باضابطہ سفر نامہ کب اور کہاں کس نے لکھا البتہ مغربی محققین یونانی سیاح ہیروڈوٹس (Hero Dotus) کو پہلا سفر نامہ نگار مانتے ہیں۔جس کی زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں۔

دنیائے ادب کا سب سے پہلا دریافت شدہ باقاعدہ سفر نامہ، سفر نامۂ ہند "INDIKA" ہے۔جو یونانی سیاح میگس تھینز (۳۵۰۔۲۹۰ ق م) کی تحریر اور ہندوستان کے سفر کے حالات پر مشتمل ہے۔میگس نے ۳۰۰ق م ہندوستان کا سفر کیا تھا، اس وقت ہندوستان کا حاکم چندر گپت موریہ تھا، اس کا دارالحکومت "پاٹلی پتر" تھا جس کا موجودہ نام "پٹنہ" ہے۔[۳] محققین اسے انتہائی معلوماتی، کارآمد سفر نامہ اور تاریخی ماخذ بھی مانتے ہیں۔

اردو سفر نامہ کی روایت اور اس کے آغاز و ارتقا کی بات کریں تو اب تک کی تحقیق کے مطابق اردو کا سب

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سے پہلا سفر نامہ یوسف خان کمبل پوش کا ''تاریخِ یوسفی'' ہے جو ''عجائباتِ فرنگ'' بھی کہلاتا ہے۔ یوسف خان کمبل پوش حیدر آباد کا خمیر تھے،[۴] لیکن لکھنؤ آ کر بود و باش اختیار کی اور نواب نصیر الدین کے دربار سے وابستہ ہو گئے، نواب صاحب کی اجازت سے ۱۸۳۷ء میں انگلستان کا سفر کیا اور روداد سفر کو کتابی شکل دی۔ اس سفر نامہ اردو کا پہلا سفر نامہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے[۵] نیز زبان و بیان کی صفائی، بے ساختگی اور حقیقت نگاری کی وجہ سے اسے ایک اہم ادبی شہ پارہ بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اردو میں سفر نامے اکثر مقامات مقدسہ کی زیارت کے ملتے ہیں اردو میں صرف حج کے سفر ناموں کی تعداد دو سو سے زیادہ شمار کی گئی ہے۔حج کے سفر ناموں کے بعد اردو میں زیادہ تعداد میں یورپ اور ایران کے سفر نامے ملتے ہیں، ان سفر ناموں کے مقاصد میں علمی و ادبی تحقیقات شامل رہی ہیں جب کہ بعض سفر نامے بین الاقوامی کانفرنسوں، عالمی میلوں میں شرکت کے لیے کیے گئے اسفار کی روداد ہیں۔

سفر نامہ کا فن اور اسلوب

ایک باشعور سیاح جب سفر سے حاصل ہونے والے مشاہدات، تجربات اور قلبی واردات کے نچوڑ کو دوران سفر یا بعد از سفر قلم بند کرتا ہے تو سفر نامہ وجود میں آتا ہے۔

''ایک صاحب بصارت اور بصیرت ہی سفر نامہ نگار ہو سکتا ہے۔ قوتِ مشاہدہ و تخیل سے سفر نامہ نگار ایک اچھا سفر نامہ تخلیق کر سکتا ہے۔''[۶] سفر نامے کے لیے کوئی اسٹائل مقرر نہیں کیا گیا، سفر نامہ نگار اپنے مزاج، تجربات اور صلاحیت کے مطابق سفر نامے کا اسلوب متعین کرتا ہے، دوسرے لفظوں میں سفر نامہ نگار آزاد ہے، جس طرح چاہے اسے لکھے۔ لیکن خیال رکھا جاتا ہے کہ سفر نامہ، سفر نامہ ہی رہے، داستان یا ناول یا افسانہ نہ بن جائے، پُراسراریت ہو لیکن غیر ضروری رنگین بیانی سے گریز کیا جائے ورنہ سفر نامہ مجروح ہو جاتا ہے۔

سفر نامہ نگار کی خصوصیات

"القدس" (سفر نامہ) کے خالق ڈاکٹر علامہ یوسف مسیح یادؔ نے پشاور میں ایک ذاتی ملاقات میں بات چیت کرتے ہوئے سفر نامہ نگار کی ذیل خصوصیات بیان کیں۔ ان کے مطابق ایک سفر نامہ نگار:

۱۔ کھوجی ہو۔ ۲۔ محقق ہو۔ ۳۔ تجزیہ کار ہو۔
۴۔ کہانی ساز ہو۔ ۵۔ واقعات کا صورت گر ہو۔ ۶۔ قلم کی حرمت کا پاسدار ہو۔
۷۔ ابر دریا بار ہو۔ ۸۔ محرک و مشتہی ہو۔ ۹۔ حقیقت پسند ہو۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ایک سفر نامہ میں تاریخ، جغرافیہ، ارضیات، ثقافت، تمدن، معاشیات، مذہب اور رسم و رواج سبھی کچھ دکھائی دیتا ہے اور یہی اس کی کامیابی کا راز ہے۔[۷]

پیشِ نظر مقالہ پاکستانی کیتھولک کلرجی کے اوّلین سفر نامے کا تحقیقی تجزیہ ہے۔ یہ سفر نامہ مصنف کا پہلا سفر نامہ تو ہے ہی، اردو زبان میں پاکستانی کیتھولک کلرجی کا پہلا سفر نامہ قرار پاتا ہے۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق فادر[۸] عمانوئیل عاصیؔ پہلے پاکستانی کیتھولک کلرجی مین ہیں جنھوں نے ''نقشِ قدم'' کے عنوان سے اپنے سفر کا مفصل اور تحقیقی احوال رقم کیا ہے۔ اس کے ناشر مکتبۂ عناویم، گوجرنوالہ ہیں۔ یہ سفر نامہ ۳۸۴ صفحات پر مشتمل، ۱۹۸۵ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ فادر عمانوئیل عاصیؔ نے اس کا انتساب اپنے مسیحی، مسلمان اور یہودی اساتذہ کے نام کیا ہے۔

احوالِ مصنف

فادر عمانوئیل عاصیؔ کے دادا کا نام اروڑا تھا۔ ان کا تعلق سیونی پنڈھار خاندان سے تھا۔ دادی محترمہ کا نام دولت بی بی جن کا تعلق بھٹی خاندان سے تھا۔ آپ کے دادا، ڈاہراں والی ضلع حافظ آباد کے رہنے والے تھے جو کہ ۱۸۸۵ء کے لگ بھگ جوریاں گاؤں ضلع حافظ آباد میں آ کر آباد ہو گئے۔ اروڑا کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ فادر عاصیؔ کے والد مراد رونق المعروف بابا سادھو دوسرے نمبر پر تھے۔ بابا سادھو کو ۲۹؍نومبر ۱۹۲۷ء کو بپتسمہ[۹] دیا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا جب جوریاں میں مسیحیت کا بیج بویا گیا۔ سادھو بابا کی پہلی شادی مائی بڑھائی سے ہوئی اور ان کے انتقال کے بعد دوسری شادی زینب بی بی سے ہوئی جو فادر عاصیؔ کی سگی خالہ بھی تھیں۔

فادر عاصیؔ کی پیدائش ۱۲؍جون ۱۹۴۹ء کو گاؤں جوریاں میں ہوئی۔ خاندان نے بڑی خوشی منائی کیوں کہ بابا سادھو کے نرینہ اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ شنید ہے کہ بابا جی نے آپ کو پیدائش کے بعد چرنی[۱۰] میں ڈال دیا تھا اور یوں آپ اب تک حیات ہیں۔

آپ کی پرورش بڑے ناز و نعم سے ہوئی۔ جب آپ چھ برس کے تھے تو آپ کی والدہ مائی بڑھائی کا انتقال ہو گیا۔ گھر والوں کے اصرار پر آپ کے والد نے آپ کی خالہ سے دوسری شادی کی۔ یوں اماں جیناں نے جو آپ کی سگی خالہ بھی تھیں، آپ کو ماں بن کر پالا اور آپ نے بھی انھیں ماں کا درجہ دیا۔ آپ کے تین بھائی آپ سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ آپ کی تین بہنیں ہیں اور دو چھوٹے بھائی بھی ہیں۔

اس وقت جُوریاں کے نواح میں واقع گاؤں کڑیالہ میں پرائمری اسکول سے پہلی کلاس پاس کی۔ اس کے بعد جُوریاں میں واقع گورنمنٹ مڈل اسکول سے پرائمری درجہ پاس کیا۔ چھٹی کلاس میں آپ کو سینٹ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

فرانسس ہائی اسکول نئی انارکلی میں داخل کیا گیا۔ بورڈنگ سے جب چھٹیوں میں گھر واپس آتے تو والدین کا ہاتھ بٹاتے۔ آپ کے والد پیشہ کے لحاظ سے رنگ ساز، درزی، حلوائی اور مویشی پالتے تھے اور آپ ہر کام میں ان کی معاونت فرماتے۔

لاہور مائنر سیمنری[۱۱] سے پڑھائی مکمل کرنے کے بعد کرائسٹ دی کنگ میجر سیمنری[۱۲] کراچی میں تعلیم کی غرض سے آئے اور ستمبر ۱۹۷۳ء میں ڈیکن[۱۳] بنے اور ۱۶/اپریل ۱۹۷۴ء کو کہانت[۱۴] کے درجے پر فائز ہوئے۔ کراچی سیمنری میں رہتے ہوئے اردو عالم فاضل کا امتحان جامعہ کراچی سے اور بعدازاں اردو ادب میں بی اوایل کا امتحان کراچی یونی ورسٹی ہی سے دوسری پوزیشن لے کر پاس کیا۔

آپ علمِ الٰہیات اور صحائفِ مقدسہ کی اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۱ء روم، اٹلی میں مقیم رہے۔ اس دوران آپ نے مہاتما گاندھی، مقدس فرانسس آف اسیسی اور مدر ٹریسا کی کتابوں کا عمیق مطالعہ کیا۔ دورانِ تعلیم ارضِ مقدس کا مطالعاتی دورہ کیا۔ جو نقش قدم کی صورت میں دستیاب ہے۔ ''نقشِ قدم'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۵ء نومبر میں شائع ہوا۔

ایک وقت تھا کہ پاکستانی اسرائیل کے بارے بہت کم جانتے تھے، کیونکہ پاکستانی پاسپورٹ پر یہی وہ واحد ملک ہے جس کا سفر ممنوع ہے۔ اب جب کہ الیکٹرانک میڈیا نے بہت ترقی کر لی ہے۔ مختلف ذرائع سے بہت سی معلومات لی جا سکتی ہے۔ مگر جو بات سفر نامہ کی ہوتی ہے وہ کسی اور میں کہاں؟ ایک اچھے سفر نامہ نگار کی خصوصیت ہے کہ وہ سیاحتی روح رکھتا ہو۔ فادر موصوف یہ بھی جانتے تھے کہ پاکستانی عوام کے لیے اسرائیل ممنوعہ مملکت ہے اس لیے اپنے مطالعاتی دورے کو سیاحت کی نظر سے مکمل کیا۔[۱۵]

اگست ۱۹۸۱ء تا جنوری ۱۹۹۰ء تک کرائسٹ دی کنگ سیمنری میں پروفیسر اور ریکٹر[۱۶] کے طور خدمات انجام دیں۔ بحیثیت استاد فادر عمانوئیل کی شخصیت نہایت پُر اثر ہے ان کی شفقت، علم پروری اور بے لوث تعلیمات زندگی کے اسرار و رموز سے آگاہی فراہم کرتی ہیں۔ وہ نظری اور عملی تعلیم میں درس گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علم الٰہیات پڑھنے کے بعد آپ نے خود کو محروم اور بے آواز انسانوں کے لیے وقف کر دیا۔ اور ۱۹۸۹ء میں مکتبہ عناویم[۱۷] پاکستان کی بنیاد ڈالی اور بعدازاں ''بیت المومنین''،[۱۸] سادھوکے، گوجرنوالہ میں تعمیر کیا۔

آپ بچوں کو بالعموم اور جوریاں کے بچوں کو بالخصوص بہت پیار کرتے ہیں۔ کیوں کہ آپ ایسی خوشی دیکھنا چاہتے ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئی اور جو بچوں کے مستقبل سے وابستہ ہے۔ بزرگوں کا احترام اور ان کی صحبت میں بیٹھنا باعث سعادت سمجھتے ہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہر بات میں غور وفکر کے بعد جواب دیتے ہیں۔فطرتاً سادہ مزاج ہیں۔ساگ پات کے شوقین اور وقت کے پابند ہیں۔نظم ونسق میں سخت لیکن طبیعت کے بہت نرم ہیں۔تابعداری میں افضل ہیں۔محب وطن، سچے اور خالص پاکستانی ہیں۔فادر عاصیؔ کی پروقار اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک ہیں۔ان کے دوست احباب ان کی گونا گوں خوبیوں کے معترف ہیں۔ان سے ملنے والے احباب ان کی فیاضی اور کشادہ دلی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ان کے مزاج میں حسن سلوک اور فروتنی شامل ہے۔

دورانِ خدمت آپ نے مریم آباد (ایک مسیحی گاؤں) میں اپنی تعیناتی کے دوران لڑکیوں کا اسکول قائم کیا تو کالج کی بنیاد رکھی۔فادر عاصیؔ نے خواتین کو یہ شعور دیا کہ وہ آگے بڑھ کر کلیسیا[۱۹] میں اپنا صحیح مقام حاصل کریں کیوں کہ کلیسیا میں بہت سے کام ایسے ہیں جو صرف خواتین ہی کرسکتی ہیں۔بشارتِ مریم تنظیم کے بعد خواتین نے اپنے اندر چھپی ہوئی خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔خواتین اپنی راہنمائی میں گاؤں میں پروگرام کراتیں اور باہر سے آنے والی دوسری خواتین کو لیکچر وغیرہ دیتیں۔یوں ان میں سماجی، ایمانی، معاشرتی اور فکری شعور کو بیدار کرنے کا سہرا فادر عاصیؔ کے سر ہے۔جنھوں نے انھیں منظم کیا اور انھیں ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔

بطور خطیب ومقرر گرجا گھروں میں خطابت کے علاوہ سیمیناروں میں بڑے منظم اور مدلل انداز میں خطاب فرماتے ہیں۔الفاظ کا چناؤ خوب صورت انداز میں کرتے ہیں اور غیر ضروری طوالت سے گریز کرتے ہیں۔دنیا کے بیشتر ممالک کا دورہ کر چکے ہیں۔لیکن اپنے خطابات میں ہمیشہ مقامی ثقافت اور مقامیت کو اہم گردانتے ہوئے مقامی مثالوں سے اپنے موضوع کو قوی تر بناتے ہیں۔ان کے خطاب کو سننے والا نہ کبھی تھکا اور نہ ہی کبھی بوریت محسوس کرتا ہے۔بلکہ چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔

ایک عمدہ تقریر وہی کہلاسکتی ہے جس میں باقاعدہ نظم ہو، ایک مکمل ڈھانچہ ہو، تعارف ہو اور متن واختتام ہو۔ ہر پہلو کی اپنی خوبیاں اور تقاضے ہوتے ہیں۔ہر تقریر کا ایک موضوع ہوتا ہے۔ایک پیغام ہوتا ہے اور ایک انجام ہوتا ہے۔تقریر اور غیر رسمی گفتگو میں بظاہر یہی فرق ہے۔ایک ماہر خطیب گفتگو کے آغاز سے اس کے اختتام تک سامعین کو ایک مخصوص فضا میں محو پرواز رکھتا ہے۔انھیں بدلتے موسموں کا دیدار بھی کراتا ہے اور انھیں ایک ہی کیفیت میں مبتلا بھی رکھتا ہے۔تقریر کسی راہبہ[۲۰] کی دائمی عہد بندی کے موقع پر ہو یا کسی شہید کی رسم جنازہ پر، کسی جشن کا سماں ہو یا اعتکاف کا موسم۔وہ اپنے حسن بیان اور ترتیبِ کلام سے انمٹ نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

طرزِ تکلم میں جان اس وقت پڑتی ہے جب اس کا رشتہ ماحول سے بندھ جاتا ہے۔جو مقرر اپنے سامعین اور اپنی ثقافت سے روگردانی نہیں کرتا وہ بہت پزیرائی حاصل کرتا ہے۔فادر موصوف اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

وہ کہاں، کس سے، کس موقع اور کس بنا پر محو کلام ہیں؟ نوجوان مزدور، محنت کش، اساتذہ، خواتین اور بزم اطفال سب ہی ان کے حلقہ میں ہوتے ہیں اور وہ ہر طبقے سے انھی کے لہجے میں گویا ہوتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ان کے مداحوں کا کوئی مخصوص گروہ نہیں بلکہ وہ سب کے دل پسند خطیب ہیں۔

زبان پر عبور کی بات ہو یا اس کے استعمال کا فن، ہر دو میں انھیں کمال حاصل ہے یوں تو وہ متعدد زبانیں جانتے ہیں۔ لیکن ایک مقرر کی اہلیت کی صحیح کسوٹی اس کی قومی زبان ہی ہوتی ہے۔ انھوں نے اردو کے علاوہ کئی زبانوں میں کتابیں تحریر کی ہیں تاہم اردو زبان سے ان کی لگاوٹ قابل رشک اور قابل تقلید ہے۔ اپنی گفتگو کے دوران وہ کبھی دشوار اور غیر ضروری الفاظ کا استعمال نہیں کرتے۔ روزمرہ کی زبان کو اتنا حسین پیراہن عطا کرتے ہیں کہ سننے والے محظوظ ہوتے ہیں۔

کتب بینی اور تحقیق کے بغیر ایک عالم کا وجود نامکمل ہے۔ عمدہ تقریر مطالعہ، کتب کی عرق ریزی اور مقرر کی اوصاف حمیدہ کی مرہون منت ہوتی ہے۔ فادر عاصیؔ کے مطالعہ کا دوسرا کنارہ نہیں ہے۔ اس کا اندازہ آپ ان کے گرد سجے ہوئے بازار کتب سے لگا سکتے ہیں۔ ان کا کتاب گھر قارون کے خزانے سے کم نہیں وہ صرف ایک دیدہ ور ہی نہیں بلکہ پورے عالمی ادب سے جان پہچان رکھتے ہیں۔ تازہ ترین ادب پڑھنا، مختلف زبانوں کے تراجم اور بین الاقوامی جرائد کا مطالعہ کرنا ان کا معمول ہے۔ الٰہی نوشتے، فلسفہ، الٰہیات، سائنس اور تاریخ سب پر ان کی نظر ہے۔ گویا وہ اپنے ذہن کی زرخیزی کے علاوہ دوسرے پُرمغز ادبا کا علم بھی بانٹتے ہیں۔

مختصراً یہ کہ ان کی حسن گویائی، خوش کلامی، عمدہ تلفظ، دلفریب لہجہ، ترتیب مضمون، زورِ خطابت اور رنگ ادا بلکہ ہر پہلو قابلِ تحسین ہے۔ وہ مسیحی قوم کا فخر اور پاکستان کی سر بلندی کی علامت ہیں۔[۲۱]

ہیں اور بھی دنیا میں راقم و خطیب اچھے
کہتے ہیں کہ عاصیؔ کا ہے اعجازِ بیاں اور
(واعظؔ)

کنیئرڈ کالج لاہور کی پروفیسر وپ امرتؔ انھیں "راحتوں کا سفیر" قرار دیتی ہوئی لکھتی ہیں:

ہوا سرگوشیوں میں لے رہی ہے نام اس کا — گھٹا ہر سو برس کر دے گئی پیام اس کا
جبین دہر پہ کندہ ہیں اس کی تحریریں — ہوا ہے زیبِ دہن بزم میں کلام اس کا
وہ ایک ذات ہمہ صفت و ہمہ دانش — رہا گردش میں ہر دانش کدے میں نام اس کا
شعاع علم ہر صبح بلائیں لیتی ہے — تدبر، نور برساتا ہے وقتِ شام اس کا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

محبتوں کا سوداگر ، وہ راحتوں کا سفیر نہیں ہوتا کوئی حکمت سے خالی کام اس کا
وہ عاصی جس پہ قرباں وصف جبریل ہے امرت کی دعا پہنچے اسے سلام اس کا(۲۲)

اسرائیل، انبیاے کرام کی سرزمین

اسرائیل مغربی ایشیا کا ایک ملک ہے جو بحیرہ روم کے جنوب مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اس کے شمال میں لبنان، شمال مشرق میں شام، مشرق میں اردن، مشرق اور جنوب مشرق میں فلسطین اور جنوب میں مصر، خلیج عقبہ اور بحیرہ احمر واقع ہیں۔ اسرائیل خود کو یہودی جمہوریہ کہلواتا ہے اور دنیا میں واحد یہودی اکثریتی ملک ہے۔

۲۹ر نومبر، ۱۹۴۷ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین کی تقسیم کا منصوبہ منظور کیا۔ ۱۴ر مئی، ۱۹۴۸ء کو ڈیوڈ بن گوریان نے اسرائیل کے ملک کے قیام کا اعلان کیا۔ ۱۵ مئی، ۱۹۴۸ء کو یعنی اعلان آزادی کے اگلے روز کئی ہمسایہ ممالک نے اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ بعد کے برسوں میں بھی کئی بار اسرائیل کے ہمسایہ ممالک اس پر حملہ کر چکے ہیں۔ ۱۹۶۷ء کی چھ روزہ عرب اسرائیل جنگ آج بھی ذہنوں میں یاد ہے۔ اسرائیل کا معاشی مرکز تل ابیب ہے۔ جبکہ سب سے زیادہ آبادی اور صدر مقام یروشلم ہے۔ نسلی اعتبار سے اسرائیل میں اشکنازی یہودی، مزراہی یہودی، فلسطینی، سفاردی یہودی، یمنی یہودی، ایتھوپیائی یہودی، بحرینی یہودی، بدو، دروز اور دیگر بے شمار گروہ موجود ہیں۔ ۲۰۱۹ء میں اسرائیل کی کل آبادی ۹۱۴۸۰۵۰ تھی۔ ان میں سے ۷۵ فی صد افراد یہودی ہیں۔ اسرائیل کا دوسری بڑی آبادی مسلمانوں کی ہے جو ۱۸ فی صد ہیں۔ اس کے علاوہ مسیحی اور افریقی ممالک سے آنے والے پناہ گزین اور دیگر مذاہب کے افراد بھی یہاں رہتے ہیں۔

اسرائیل میں نمائندہ جمہوریت ہے اور پارلیمانی نظام چلتا ہے۔ حق رائے دہی سب کو حاصل ہے۔ وزیر اعظم حکومت کا سربراہ ہوتا ہے اور یک ایوانی پارلیمان ہے۔ اسرائیل ایک ترقی یافتہ ملک ہے اور دنیا کی تیرھویں بڑی معیشت ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں معیار زندگی کے اعتبار سے اسرائیل سب سے آگے ہے اور ایشیا میں تیسرے نمبر پر ہے۔ دنیا میں اوسط زیادہ سے زیادہ عمر کے حوالے سے اسرائیل دنیا کے چند بہترین گنے چنے ممالک میں شامل ہے۔ یہاں ہر شہری کو فوجی تربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ شرح خواندگی ۹۲ فی صد ہے۔(۲۳)

اسرائیل و فلسطین کو انبیاے کرام کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ "نقش قدم" اسی مقدس سرزمین کا سفرنامہ ہے۔ یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ کسی ملک کے جغرافیائی حالات، اس میں بسنے والی قوموں کی تاریخ، ثقافت اور مستقبل پر اثر ڈالتی ہے۔(۲۴)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

''یروشلیم'' جسے"القدس" بھی کہا جاتا ہے۔تینوں الہامی مذاہب کے لیے محترم اور مکرم ہے۔ مسلمان، یہودی اور مسیحی اپنے ایمانی تناظر میں اس شہر کے لیے حساس دل رکھتے ہیں۔سفر نامہ نگار نے ہر مسیحی اور تاریخ وعلم الہٰیات میں دلچسپی رکھنے والے کی طرح ان مقامات کے بارے جاننے کی کوشش کی جہاں حضرت کلمۃ اللہ جناب مسیح سلامُ علینا کے مقدس قدم پڑے۔

نقش قدم پر تجزیاتی نظر

ڈاکٹر علامہ یوسف مسیح یادؔ نے ایک سفر نامہ نگار کی جن خصوصیات کو نمایاں کیا تھا ہم انھی کو معیار بناتے ہوئے"نقشِ قدم" کا جائزہ لیں گے۔

نقش قدم ایک کھوج

مسافر اور سیاح دونوں سفر تو کرتے ہیں۔لیکن دونوں کا مطمع نظر اور فلسفہ الگ ہوتا ہے۔ایک اپنی ضرورت کے تحت سفر کرتا ہے تو دوسرا کچھ کھوجنے کے لیے۔

سر سید انجینئرنگ یونی ورسٹی کے پروفیسر حمید ہنری کہتے ہیں کہ(۲۵)'انسان کو تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہیے یا دیگر الفاظ میں تاریخ اپنے جلوہ میں ایک پیغام لیے ہوئے ہے۔' بالکل ایسے ہی مصنف نے نہ صرف تاریخی مقدس مقامات کے جغرافیہ اور تاریخ پر بحث کی ہے بلکہ اس میں پوشیدہ پیغام کو بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> ناصرت میں یسوع نے بڑھئی کے خاندان میں بڑھئی کی دکان پر لڑکپن اور جوانی گزاری اس لیے وہ اپنے ماننے والوں کو کہتا ہے"خود انکاری کرو ذاتیت سے، خود کو خود غرضی سے خالی کرو۔"(۲۶)

نقش قدم بطور تحقیق

فاضل مصنف نے اپنے اس سفر نامہ میں کہی سنی باتیں بیان کرنے کے بجائے مصدقہ و مدلل اور معتبر و مستند معلومات فراہم کی ہیں۔

"آج بھی نائینؔ، زیریں گلیل میں ناصرہ کے جنوب میں ۱۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔

(PAL 183/226,32.38N,35.21E گرڈ پوزیشن) کے کھیتوں میں تمام دکھی انسل انسانی کے لیے یسوع کا نہایت ہمدردانہ، محبت بھرا پرتسکین پیغام سنا جا سکتا ہے۔

"نہ رو" یسوع ہم پر ترس کھاتا اور ہمارے غم میں ڈھارس بندھاتا ہے اور موت کے بعد نئی زندگی کی امید دلاتا ہے۔ نائین گاؤں یہ پیغام دیتا ہے کہ انسانوں کا دکھ اور یسوع کا ترس جب مل جاتا ہے تو تو پھر زندگی ہی زندگی جنم لیتی ہے۔ اور خوشگوار پُر مسرت، راحت بخش، فرحت آمیز بن جاتی ہے اور یہی نائین کے عبرانی زبان میں لفظی معنی ہیں۔"(۲۷)

تحقیق بغیر دلائل کے کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔ مصنف نے کئی مقامات پر تاریخ کے اوراق سے دلائل دیتے ہوئے سفر نامہ کو معتبر بنایا ہے۔

"کسی مشہور یہودی دانشور نے جلیل کی جھیل کے حسن کی خوب صورتی سے متاثر ہو کر کہا تھا 'خطہ زمین کے سات سمندر خلق کر چکنے کے بعد جلیل کی جھیل ہی تھی جسے خدا نے سب سے زیادہ محبت اور الفت سے بنایا۔"(۲۸)

پہلی صدی کے مشہور یہودی تذکرہ نگار، عالمِ دین اور مؤرخ "یوسف بن متیاہو" جنھیں دنیا "یوسفس فلاویس" کے نام سے جانتی ہے، اس جھیل کو "فطرت کا رشک" قرار دیتا ہے۔"(۲۹)

کفرنحوم شہر یسوع کے کھنڈرات کو ایک مؤرخ رابسن نے ۱۸۴۱ء میں غیر آباد برباد اور مقام افسوس ونوحہ کہا۔

مشہور ماہر آثار قدیمہ البرائٹ نے ۱۹۴۹ء میں کفرنحوم کو فلسطین کی زیارت کے دوران تمام مقاموں سے پر سکون اور روح پرور کہا ہے۔(۳۰)

مصنف نے نہ صرف مقامات کا ذکر کیا ہے بلکہ نہایت تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ ابہام یا تشکیک کی گنجائش نہ رہے۔

"ناصرت ملک فلسطین اور صوبہ جلیل کے مشرق کی جھیل سے مغرب کی طرف اکتیس کلومیٹر اور مغربی حد بحیرۂ روم یعنی حائفہ سے چھتیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے بالفاظ دیگر مشرقی و مغربی حدود یا طباریہ کی جھیل اور حائفہ کے بالکل وسط میں اور اس جنوبی حصے میں جہاں صوبہ سامریہ کی حدود صوبہ جلیل سے ملتی ہے... یہیں وہ گاؤں ہے جسے عبرانی میں "ناصرت" اور عربی میں ''الناصرہ'' کہتے ہیں جسے خداوند یسوع مسیح کا گاؤں ہونے کا شرف حاصل ہوا۔''(۳۱)

نقش قدم ایک تجزیہ

مشاہدہ کرنا اس کی نزاکتوں کا خیال رکھنا، انھیں پرکھنا، جانچنا اور تخمین کرنا اچھے سفر نامہ نگار کا وصف ہے۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

نقش قدم میں فادر موصوف کے مشاہدات، ان کا تجزیہ، پرکھ و نتائج اپنی مثال آپ ہیں۔

لہٰذا یہ سمجھنا اور نتیجہ اخذ کرنا ضروری ہے کہ ''طبغا'' کے مقدس مقام پر روٹیوں اور مچھلیوں کے معجزہ میں یسوع خود کو بادشاہ کی حیثیت سے پیش نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی قدرت و جلال کو منکشف کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ ایک نیک اور جاں نثار چوپان کی مانند اپنی اداس، شکستہ حال، بھوکی بھیڑوں کو اپنی محبت دکھاتا اور رحمت نچھاور کرتا ہے وہ پژ مردہ دلوں کو توانائی، تنہا و مایوس کو محبت اور پست حالوں کو سر بلندی کا تجربہ اور احساس دلاتا ہے۔(۳۲)

نقشِ قدم بطور کہانی

ہم میں سے اکثروں کو نانی، دادی کی سنائی ہوئی کہانیاں اب بھی یاد ہوں گی۔ اس کا سبب اس کا تسلسل اور دلچسپ انداز تھا۔ بالکل اسی طرح عاصیؔ صاحب نے جو کچھ دیکھا اسے ایسے تسلسل سے دلچسپ پیرائے میں بیان کیا ہے کہ ایک ایک نقش قاری کے دل و دماغ میں اترتا جاتا ہے۔

خاموش آسمان دنیا کے شور و غل، تفکرات سے بلند افتادہ مبارکبادیوں کا پہاڑ! یہاں سکون بھی ہے اور ایمان بھی۔ آج کل اطالوی راہبات کی سپردگی اور سرپرستی میں یہ مقدس مقامات متعدد زائرین کو ایک بار پھر نئے سرے سے مبارک بادیوں پر عمل کرنے کے لیے اکساتے ہیں۔(۳۳)

منظر کشی اور نقشِ قدم

لفظوں میں بڑا جادو ہوتا ہے یہ ہنستوں کو رلا دیتے اور روتے ہوؤں کو ہنسا دیتے ہیں۔ ایک کامیاب مصنف الفاظ پر قدرت رکھتا اور جذبات و احساسات کا برملا اظہار کرسکتا ہے وہ لفظوں کو ایسے پروتا اور جملوں سے ایسی منظر کشی کرتا ہے۔ قاری داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ملاحظہ ہو:

> جلیل کی جھیل... تازہ شفاف پانی کا واحد قیمتی اور دوامی ذخیرہ... جس کا پانی صاف و شفاف اور سطح پر سکون... اسرائیل کے تمام تر شمالی حصہ کا مرکزِ نگاہ، تازہ اور میٹھے پانی کی بربط نما جھیل، چودہ میل طویل اور سات میل چوڑی، جلیل کی جھیل... جس کے ساحل نے خداوند یسوع کے قدموں کو چوما، جس کے پانیوں اور لہروں نے اس کے کلام کو سنا، اس کے ماحول اور فضا نے یسوع مسیح کے شفا بخش اور نجات بخش عجائبات کی گواہی دی... یہ جھیل یسوع کے زمانے میں

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مصروف ترین اور اہم ترین مقام تھا۔ آج بھی یہ سیاحوں اور مومنین کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی ہے۔(۳۴)

نقش قدم— قلم کی حرمت کا پاس دار

تعصب کی نظر کسی بھی سفر نامہ نگار کی تخلیق کو برباد کرسکتی ہے اس لیے سفر نامہ نگار غیر جانبدار اور معتدل ہو نیز اسے غیر جانبدار رہتے ہوئے من وعن بیان کرنے کا حوصلہ و ہمت ہونی چاہیے۔

''صوبہ یہودیہ کی پہاڑیوں میں سرتاج کی طرح ابھرا ہوا پر وقار قدیم تاریخی اور مقدس شہر، یروشلیم، جسے عربی زبان میں القدس کہا جاتا ہے اپنی پوری شان وشوکت اور جاہ وجلال کے ساتھ آباد ہے۔ خدائے واحد پر ایمان رکھنے والے تین بڑے مذاہب کے لیے مساوی اہمیت اور تقدس کا حامل شہر، یادوں سے معمور اور ملبس سال بھر دنیا کے تمام ممالک سے آئے ہوئے زائرین سے مصروف، یروشلیم کا قدیم و عظیم شہر۔(۳۵)

مختصراً بے شک نحوم کے لفظی معنی ملائم، تسلی دہ، غم خوار، رحیم، رحمت، ہمدرد اور دردخواں کے ہیں لیکن یہ معنی کفرنحوم کے لیے اتنے بڑے، اہم اور موزوں نہیں غالباً نحوم کسی شخص کا نام تھا جس کے ناطے سے یہ گاؤں کفرنحوم کہلانے لگا۔ کچھ مومنین اور زائرین نے اسے انبیا صغریٰ میں سے نحوم نبی کا گاؤں کہنا شروع کر دیا لیکن یہ زیادہ مستند اور معتبر روایت نہیں۔(۳۶)

نقش قدم— ابر دریا بار

قاری کی مثال ایک پیاسے شخص کی ہے جو اپنی تشنگی مٹانا چاہتا ہے۔ چوں کہ سیاحت ایک مہنگا شوق اور مشغلہ ہے اس لیے سفر نامہ نگار کی خوبی ہے کہ اس کی تحریر سے قاری کی' جو وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تشنگی بجھے۔ "نقشِ قدم" اس پہلو سے بھی معیار پر اترتا ہے۔

''جلیل کی جھیل کی غیر معمولی خوب صورت، انتہائی پر کشش، روح پرور اور ایمان افروز ہے اس جھیل کے پانی کے گرگٹ کی طرح بدلتے ہوئے خوب صورت رنگ، اس کے حسن کو ہر موسم اور دن کے ہر وقت میں حسین بناتے ہیں۔ موسم سرما کی صبح کا سورج اسے سونے کی مانند سنہرا کرتا اور موسم گرما کے تپتے سورج کی دوپہر کا عکس اسے اور بھی چمکتا دمکتا بناتا ہے۔ پھر بہار کے موسم کی حسین شام کے دھندلکے اور آفتاب کے طلوع وغروب کے نظارے۔ چودھویں رات کی چاندنی کا شفاف پانی میں عکس اللہ!!!

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اللہ!!! جلیل کی جھیل میں ہمیشہ اور ہر وقت سال کے ہر موسم میں گولان اور صوبہ جلیل کی پہاڑیوں کا عکس منعکس ہوتا نظر آتا ہے یوں لگتا ہے جیسے سورج انھیں پہاڑیوں سے ابھرتا، اپنے دن کا سفر شروع کرتا اور پھر دن بھر کی مسافت کی تھکان اتارنے اور خود کو غسل دینے کی غرض سے ان پانیوں میں ڈوب رہا ہے اور وہیں سمو جانا چاہتا ہے۔(۳۷)

نقشِ قدم — ایک محرک اور دعوت

مصنف کے بیان کی قدرت قاری کے تجسس کو ابھارتی ہے، اسے تحریک دیتی ہے کہ نامعلوم کو جانے، اپنے اور دوسرے کے علم میں اضافہ کرے۔ مصنف کا آخری صفحات تک جان بوجھ کر یروشلیم / القدس کا ذکر نہ کرنا۔ قاری کو آخری صفحے تک کتاب پڑھنے پر مائل کرتا ہے اور پھر نہایت خوب صورت انداز میں دعوت دینا کہ دیگر تفصیلات کے لیے کتاب القدس پڑھیں دلیل ہے کہ مصنف قاری کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس نے قاری کو اس حد تک مائل و قائل کر لیا ہے کہ وہ اگلی کتاب ضرور پڑھے گا۔ اور یہ اس کی کامیابی کی نشانی ہے۔

مقدس اور موعودہ سرزمین کے جغرافیہ پر لکھی جانے والی ہر کتاب یقیناً اس وقت تک نامکمل رہے گی جب تک اس میں قدیم اور مقدس شہر یروشلیم کا تفصیلی ذکر نہ ہو... "نقشِ قدم" میں قصداً یروشلیم کا ذکر نہیں کیا گیا کیوں کہ اس کا تفصیلی ذکر "القدس" کے نام سے چھپنے والی کتاب میں ہے۔(۳۸)

نقشِ قدم — ایک آئینہ

نقشِ قدم کو پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ مصنف اپنے موجودہ سیاسی، سماجی، معاشی، اور مذہبی حالات کا گہرا شعور رکھتا ہے اور قدیم تاریخ کو عصرِ حاضر کے آئینہ میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔(۳۹)

نقشِ قدم اور تاریخ

عموماً تاریخ کے موضوع کو بڑا خشک اور ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ واقعات، ناموں اور سنین کا یاد رکھنا قاری کے لیے ایک بڑا پتھر متصور ہوتا ہے جسے ہٹانا تو درکنار، لڑھکانا بھی جوئے شیر سے کم نہیں۔ مگر تاریخ اور ایمان کے سنگم پر لکھے گئے۔ نقشِ قدم میں درج تاریخی حوالے مصنف کی علمی استعداد، تحقیقی و تاریخی شعور کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

یسوع کی پیدائش سے پہلے رومی حکام قابض تھے۔ ۳۲۴ء میں بازنطینی آئے جنھوں نے مسیحیت کو

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ریاست کا مذہب ٹھہرایا، ۶۱۴ء سے فارسی حکمران رہے۔ ۶۳۷ء میں عرب بادشاہوں نے اس مقدس مقام کو فتح کرلیا۔ ۱۰۹۹ء میں صلیبی جنگیں ہوئیں جو مقدس مقامات اور زیارت گاہوں کو حاصل کرنے کی یورپی ممالک کی مشترکہ کوششیں تھیں۔ ۱۱۸۷ء میں صلاح الدین ایوبی نے دوبارہ قبضہ کرلیا۔ ۱۱۶۰ء سے ۱۵۱۷ء تک المملوک حکام آئے جس کے زمانے میں ۱۲۶۰ء میں منگولوں نے بھی تباہیاں کیں۔ ۱۵۱۷ء سے ۱۹۱۷ء تک ترک اور بعد میں ۱۹۴۸ء تک انگلستان نے حکومت کی۔

ان صدیوں کے دوران زائرین کی کی راہ میں مشکلات، رکاوٹیں اور مسائل آئے۔لیکن یہودیہ کے صوبہ کا یہ حقیر ترین، کم تر اور غیر معروف گاؤں بیت لحم ہمیشہ اور مسلسل تمام ادوار میں دنیا کے تمام مسیحیوں کی عظیم اور پر کشش زیارت گاہ رہا ہے۔(۴۰)

مصنف کا تاریخی شعور پختہ ہے۔ان کی اپروچ سائنسی ہی نہیں جدلی بھی ہے۔(۴۱)

نقشِ قدم—مراۃِ معاشرت

ایک اچھا سفرنامہ معاشرہ کا بھرپور عکاس ہوتا ہے کہ قاری وہاں پہنچے بغیر بھی پہنچ جاتا ہے۔

آج بھی صوبہ جلیل اور سامریہ کے بہت سے عرب دیہاتوں اور قصبوں میں قدیم طریقے اور انداز میں کنوئیں سے ڈول کے ذریعے پانی کھینچا جاتا ہے۔ یہ پانی کھانے پینے، نہانے دھونے، پکانے اور مویشیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جسے عموماً عورتیں صراحیوں، مٹکوں میں بھر کر کندھوں یا سر پر اٹھا کر لاتی ہیں۔ اور مرد ڈبوں یا مشکوں میں گدھے پر رکھ کر گھروں تک لاتے ہیں۔ یہ کنویں چوڑائی میں تنگ اور گہرائی میں بہت زیادہ ہوتے ہیں۔(۴۲)

نقشِ قدم اور آثارِ قدیمہ

قدیم مقامات بولتے ہیں ان کی اپنی زبان ہوتی ہے، خاموشی،لیکن ہر سرگوشی کے محافظ، یہ مقامات اندھے تو ہوتے ہیں مگر ایک ایک منظر کے چشم دید گواہ۔بس پڑھنے اور سننے والے کا عرفان اسے دیکھ اور سن سکتا ہے۔

سفرنامہ حال کے ساتھ ساتھ ماضی میں بھی سفر کرتا جاتا ہے اور قاری کو مقام کی صرف ظاہری سیاحت نہیں کراتا بلکہ اس مقام کی تاریخی اہمیت سے بھی روشناس کراتا ہے۔ایسے میں عاصیؔ صاحب کا قلم سفرنامے پہ ایک ایسا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

فسوں بکھیر دیتا ہے جو قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا ہے اور وہ ایک ان دیکھی جگہ کے رومان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

فادر عاصیؔ کے ہاں فکری، تازگی اور ادبی رکھ رکھاؤ بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کا گہرے میٹھے طرز کا حامل شگفتہ و شاداب انداز بیان اور انسان دوستی کا رچا ہوا شعور اس پر مستزاد ہے۔

''یروشلیم سے باب الخلیل کو چلتے ہی بس کوہ صیحون کی ڈھلوان کو چھوتی اور وادی بن ہنوم سے گزرتی یروشلیم کے مضافات میں لاتی ہے جسے وادی بعقا کہتے ہیں... ان کی تہوں میں داؤد کی فلسطینیوں سے ساتھ جنگ، صف آرائی اور فتح کی تاریخ چھپی ہے۔''(۴۳)

دنیا کا قدیم ترین آباد اور حسین شہر یریحو تقریباً دس ہزار سال سے سات ہزار پانچ سو سال کے درمیان سے موجود ہے اس زمانے کے آلات زراعت وادی نطوف کے علاقوں (غربی یہودیہ) سے ملے ہیں... اسرائیل میں ایک سو بیس عجائب گھروں میں چوالیس خالصتاً آثارِ قدیمہ سے متعلق ہیں۔(۴۴)

کفرنحوم میں پطرس رسول کے ذیل میں لکھتے ہیں:

> یہاں آثار قدیمہ کے کھنڈرات کی کھدائی کے دوران ایک سو اکتیس تحاریر ملی ہیں جن میں ایک سو دس یونانی اور دوسری ارامی اور لاطینی زبان میں ہیں ان تحاریر میں یسوع کا نام اکثر ملتا ہے اس کے لیے جو القابات استعمال کیے گئے ہیں وہ ابتدائی کلیسیا کے عقائد اور ایمان پر روشنی ڈالتے ہیں۔(۴۵)

سولھویں صدی میں ترکی سلطان سلیمان اعظم نے یہودیوں کے دل جیتنے کے لیے انھیں توقع دلائی کہ طباریوس (شہر) کی تعمیر نو کا ذمہ لیا جائے گا۔ اور اسے نیم مختار یہودی قصبہ اور آبادی قرار دیا جائے گا۔ اس کا پہلا مرحلہ یہ ہوا کہ کھنڈرات شہر اور آثار و مضافات کہ ذمہ داری اور نگہ داشت ایک یہودی رہنما اور امیر تاجر جوزف ناقوسی اور اس کی چچی گریئسا مینڈس کے ہاتھ سونپ دی۔ جو اس کی مشیر خاص اور صلاح کار تھی۔(۴۶)

نقشِ قدم — زبان وادب کا مرقع

"نقش قدم" کا مقصد قارئین اور مومنین کو محض جغرافیائی اور تاریخی معلومات فراہم کر کے سیر و سیاحت کے عملی نکات و اقدامات مہیا کرنا نہیں۔ بلکہ بائبل مُقدّس سے مختلف مقامات کی تعلیم اور اہمیت کو واضح کرنا ہے۔ اور یوں ہر مُقدّس مقام کے جغرافیائی اور تاریخی پس منظر اور حالات بیان کر کے قارئین اور مومنین کی یسوع مسیح کے پیغام کو سمجھنے میں مدد کرنا اور دلچسپی پیدا کرنا ہے۔

نقشِ قدم کی ترتیب آنحضرت یسوع المسیح کے زمانے میں تین صوبوں (جلیل، سامریہ اور یہودہ) کی نسبت سے ہے۔ ہر صوبے کے مختصر تعارف کے بعد اس صوبہ کے مُقدّس مقامات کا ذکر تفصیلاً کیا گیا ہے۔ ہر مقام کو تاریخی، جغرافیائی، ثقافتی، سیاسی اور آثارِ قدیمہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ بائبل مُقدّس کے عہد عتیق کا ذکر بھی ہے۔ نیز زائرین کے لیے دلچسپ اور عملی باتوں کا ذکر بھی ہے۔ قارئین کی مدد اور آسانی کے لیے کتاب کے آخر میں تاریخی خاکہ اور کتاب کے اندر تصاویر شامل ہیں۔ شہر مُقدّس یروشلیم کا تذکرہ کتاب میں شامل نہیں ہے۔ پولوس کے سفر ناموں، اعمال اور خطوط اور مکاشفہ میں مذکور مقامات کے متعلق کتاب خاموش ہے۔

جملوں کی ساخت ادیبانہ رنگ کے ساتھ ساتھ دانشورانہ آہنگ رکھتی ہے۔ سفر نامہ حقیقت اور افسانے کا تال میل نہیں ہے بلکہ حقیقت اور تدبر سے وقوع پذیر ہوا ہے۔ یہی اس کا امتیاز ہے۔

کتاب میں کوئی انگریزی لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ خوب صورت ترجمے لیے ہیں مثلاً کیتھڈرل[۴۷] کے لیے مرکزی معبد کا ترجمہ بڑا برمحل ہے۔[۴۸]

آج جب کہ کسی کتاب میں مغربی لٹریچر کا حوالہ دینا کسی کے عالم فاضل ہونے کی دلیل سمجھا جاتا ہے۔ مصنف نے مغرب سے تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی زیرِ نظر کتاب میں کسی مغربی مصنف کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اس کتاب کو مکمل پاکستانی پس منظر میں لکھا ہے۔[۴۹]

نقشِ قدم — ناقدین کی نظر میں

جناب رئیسؔ امروہوی فرماتے ہیں:

> "نقشِ قدم" ایک ایسی تصنیف ہے جس نے ہمارے سامنے ہدایت، روحانی ترقی اور تزکیہ نفس کی راہ کھولی ہے... وہ دھرتی کتنی مقدس ہے جو یسوع کے لافانی ہستی کے مبارک قدموں سے مس ہوئی۔ اردو ادب میں یہ کتاب اپنے موضوع، اپنے بیانات اور اپنے تاریخی مواد کے لحاظ سے ایک بیش بہا اضافہ ثابت ہوگی۔[۵۰]

بقول ظفر تاج:

> "نقشِ قدم" ان مذہبی نقوش پر مبنی ہے جو مسیحی مذہب کے پیروکار حضرات کو رشد و ہدایت کا درس دیتے ہیں اور انھیں نقش و نگار کو دیکھ کر سچائی کی حقیقت آشکار ہوتی ہے۔[۵۱]

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر علامہ یوسف مسیح یادؔ رقم طراز ہیں:

فادر موصوف نے "نقشِ قدم" لکھ کر کلیسیا میں ایک خلا ایک ضرورت اور ایک تشنگی مٹا ڈالی ہے۔(۵۲)

آتشؔ کا کہنا ہے:

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے

سفر تکالیف کے باوجود بھی کامیابی کا وسیلہ ہوتا ہے۔ سفر کا ذاتی مشاہدہ جب لکھ جائے تو سفر نامہ کہلاتا ہے۔ عجائباتِ فرنگ سے شروع ہونے والے اردو سفر نامہ کا سفر جاری و ساری ہے۔ اب تک کئی لافانی اردو سفر نامے تخلیق پا چکے ہیں۔ "نقشِ قدم" فادر عاصیؔ کا تحریر کردہ سفر نامہ ہے جو تاریخ اور ایمان کے سنگم پر بیٹھ کر لکھا گیا ہے۔ اسلوب کے اعتبار سے سادہ، عام فہم، تحقیقی، علمی اور ادبی اعتبار سے شاندار کہا جا سکتا ہے اور اردو ادب کے سرمائے میں ایک اچھا اضافہ بھی۔ فاضل مصنف کی یہ اچھی کوشش لائق تحسین و داد ہے۔

حواشی

۱۔ قاصرؔ امرتسری سے ملاقات، ۲۱؍جولائی ۲۰۰۷ء، کراچی

۲۔ ''پیدائش کی کتاب''، (عبرانی اردو تحت اللفظ)، ترجمہ، (کراچی: ریلائبل پرنٹرز، حقانی چوک، اکتوبر ۲۰۰۶ء)، ص ۳۔۴

۳۔ سیّد پرویز احمد و دیگر، ''ہمارے ماضی''، جلد اوّل، (دہلی: این سی ای آر ٹی، ۲۰۱۷ء)، ص ۴۷

۴۔ حامد حسن قادری، ''داستانِ تاریخِ اردو''، (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۸ء)، ص ۳۶۸، چوتھا ایڈیشن

۵۔ ایضاً

۶۔ ''گڈ بائے لنکاوی'' کے خالق یونس وریام سے ذاتی ملاقات، ۱۸، جون ۲۰۱۸ء لاہور

۷۔ "القدس" کے خالق ڈاکٹر علامہ یوسف مسیح یادؔ سے ذاتی ملاقات ۱۶، جون ۲۰۱۱ء پشاور

۸۔ فادر: خطاب۔ جس سے ایک کیتھولک پریسٹ کو پکارا جاتا ہے۔ ایک کیتھولک پریسٹ، کاہن، راہب یا گوشہ نشین ہو سکتا ہے۔

راہب: مونک، تارک الدنیا، ایسا کاتھولک پریسٹ جو اپنے روحانی سردار کے ماتحت ہوتا ہے اور جس نے قناعت، پاک دامنی، تابع داری اور خدمت گزاری کے وعدے کیے ہوں۔

کاہن: انگریزی لفظ PRIEST کا ترجمہ، لفظ پریسٹ یونانی لفظ PRESBYTEORS سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے بزرگ۔ اور کاہن، مشورہ دینے کے کام کو ظاہر کرتا ہے۔ مختصراً یہ کسی مذہب کے خادم کو کہا جاتا ہے۔

گوشہ نشین: تارک الدنیا

۹۔ بپتسمہ: اصطباغ، ساکرامنٹوں میں پہلا۔

یونانی لفظ BAPTISMA سے ماخوذ جس کا مطلب ہے پانی میں ڈالنا، ڈبونا اور نکالنے کا عمل، رسمِ طہارت۔ یونانی فعل، BAPTIZO سے مشتق، یونانی لوگوں کے ہاں پانی نکالنے کے لیے ایک برتن کو دوسرے برتن میں ڈبونے یا کپڑا رنگنے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ غالباً اسی

ISSN: 2519-6332 (Print),　ISSN: 2708-1915 (Online)

دوسرے مفہوم کی رعایت سے بعض اردو لغت نے بپتسمہ کو رنگ چھڑکنا بھی کہا ہے۔

۱۰۔ چرنی: وہ ٹوکرا یا برتن جس میں جانوروں کو چارہ ڈالتے ہیں، ناند، ہودی۔

۱۱۔ مائنر سیمنری: مسیحی دارالعلوم، جہاں دینیات اور الٰہیات کی ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے۔

۱۲۔ میجر سیمنری: مسیحی دارالعلوم، جہاں دینیات، فلسفہ، الٰہیات اور مسیحی فقہ وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۱۳۔ ڈیکن: شماس۔کاہن بننے سے پہلے کا درجہ۔

۱۴۔ کہانت: کاہنانہ ذمہ داری

۱۵۔ پندرہ روزہ ''کاتھولک نقیب'' لاہور، جلد ۸۷، شمارہ ۱۹، ۱۔۱۵، اکتوبر ۲۰۱۵ء

۱۶۔ ریکٹر: منتظم اعلیٰ، بالخصوص سیمنری (مسیحی دارلعلوم) کا نظم و نسق سنبھالنے والا۔

۱۷۔ مکتبہ عناویم: جی ٹی روڈ، سادھوکے، ضلع گوجرنوالہ۔ سادھوکے، گوجرنوالہ میں واقع یہ ادارہ غیر تجارتی بنیادوں پر مذہب اور سماج سے متعلق ادب کی اشاعت و فروغ کے لیے کام کرتا ہے۔

۱۸۔ بیت المومنین: سادھوکے گوجرنوالہ میں واقع عمارت جس میں مکتبہ عناویم کے تحت ادبی سرگرمیاں انجام پاتی ہیں۔

۱۹۔ کلیسیا: مسیحی ایمان داروں کی جماعت، مجلس۔

۲۰۔ راہبہ: ایسی کاتھولک لڑکی جو اپنی جماعت کی مدر سپیریئر کے ماتحت ہوتی ہے۔اور جس نے قناعت، پاکدامنی، تابعداری اور خدمت گزاری کے وعدے کیے ہوں۔

۲۱۔ فادر عنایت برنارڈ و دیگر، ''لوک لگن''، مکتبہ عناویم پاکستان، لاہور، ستمبر ۱۹۹۹ء ص ۱۹۔۱۵۰

۲۲۔ ایضاً، ص ۲۲۸

۲۳۔ وکی پیڈیا، http://www.mae/zotrends.net.isr.Dated:3march23

۲۴۔ فادر عمانوئیل عاصیؔ، ''نقشِ قدم''، (گوجرانوالہ: مکتبہ عناویم، ۲۰۰۰ء)، ص ۳۱

۲۵۔ ایضاً، ص ۲۴

۲۶۔ ایضاً، ص ۴۷

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۳۲

۲۸۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۱۶

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۴۲

۳۱۔ ایضاً، ص ۵۴

۳۲۔ ایضاً، ص ۱۸۴

۳۳۔ ایضاً، ص ۱۶۷

۳۴۔ ایضاً، ص ۱۱۴

۳۵۔ ایضاً، ص ۳۷۰

۳۶۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۳۷۔ ایضاً، ص ۱۱۴، ۱۱۵

۳۸۔ ایضاً، ص ۳۷۲

۳۹۔ ایضاً، ص ۲۵

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۴۰۔ ایضاً،ص ۲۹۳
۴۱۔ ایضاً،ص ۲۴
۴۲۔ ایضاً،ص ۲۵۱
۴۳۔ ایضاً،ص ۲۷۸
۴۴۔ ایضاً،ص ۴۲
۴۵۔ ایضاً،ص ۱۳۷
۴۶۔ ایضاً،ص ۲۲۰
۴۷۔ کتھیڈرل: اسقفی گرجا، رقبے اور حجم کے لحاظ سے بڑا گرجا گھر، جہاں بیک وقت ایمانداروں کی بڑی تعداد نماز وعبادت کے لیے سماسکتی ہے، مرکزی معبد۔
۴۸۔ فادر عمانوئیل عاصیؔ، ''نقشِ قدم''، ص ۲۹
۴۹۔ ایضاً،ص ۲۸
۵۰۔ ایضاً، پشتی صفحہ
۵۱۔ ایضاً، پشتی صفحہ
۵۲۔ ایضاً،ص ۲۱

مآخذ

۱۔ احمد، پرویز، سیّد و دیگر، ''ہمارے ماضی''، جلد اوّل، دہلی: این سی ای آر ٹی، ۲۰۱۷ء
۲۔ برنارڈ، عنایت، فادر و دیگر، ''لوک لگن''، لاہور: مکتبہ عناویم پاکستان، ستمبر ۱۹۹۹ء
۳۔ خیر اللہ، ایف ایس، ''قاموس الکتاب''، لاہور: ایم آئی کے، ۱۹۸۴ء
۴۔ سیف، خالد، ''متاعِ سفر''، حیدرآباد: العالم اردو کمپیوٹر سنٹر، ۲۰۰۹ء
۵۔ عمانوئیل عاصیؔ، فادر، ''نقشِ قدم''، گوجرانوالہ: مکتبہ عناویم پاکستان، ۲۰۰۰ء
۶۔ قادری، حامد حسن، ''داستانِ تاریخِ اردو''، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۸ء، چوتھا ایڈیشن

مذہبی صحائف

۱۔ ''پیدائش کی کتاب''، عبرانی اردو تحت اللفظ ترجمہ، کراچی: ریلائبل پرنٹرز، حقانی چوک، اکتوبر ۲۰۰۶ء

رسائل و جرائد

۱۔ پندرہ روزہ ''کاتھولک نقیب''، لاہور، جلد ۸۷، شمارہ ۱۹، ۱۔۱۵، اکتوبر ۲۰۱۵ء